درسِ حدیث شریف

"جہاد فی سبیل اللہ" جیسے افضل اعمال

ابو محمد عبدالوہاب خان

عن أبي هريرة ﷺ قال: إن رسول الله ﷺ قال: "ألا أدلُّكم علىٰ ما يمحُو اللّٰهُ بِهِ الخَطايا ويَرفعُ به الدرَجاتِ ؟!" قالوا: بلىٰ يا رسولَ اللّٰهِ ! قال: "إسباغُ الوضوءِ علَى المكارهِ وكثرةُ الخُطا إلَى المساجدِ وانتظارُ الصلاةِ بعدَ الصلاةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ"

حضرت ابو ہریرہ ﷺ کا بیان ہے کہ یقیناً اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "کیا میں آپ لوگوں کو ایسے اعمال کی رہنمائی نہ کروں جن کی بدولت اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخش دیتا ہے اور درجے بلند فرمایا کرتا ہے؟!"

صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"(۱) تکلیف کے باوجود وضو اچھی طرح کرنا،

(۲) مسجدوں کی طرف بکثرت جانا اور

(۳) ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

یہ آپ لوگوں کے لیے (ثواب کے لحاظ سے) دشمن کے مقابلے میں گھوڑے باندھ کر تیار رہنے کی طرح ہیں۔"

تخریج: [صحيح مسلم ح:٦١٠، جامع الترمذی ح:٥١، سنن البيهقي الكبرى ح:٤٧٤٩، شعب الإيمان ح:٢٨٩٦، مسند أبي يعلىٰ ح:٦٥٠٣] میں "فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ" ایک مرتبہ ہے۔

[صحيح مسلم ح:٦١١، صحيح ابن خزيمة ح:٥، مصنف عبدالرزاق ح:١٩٩٣ اور شرح السنة للبغوي ح:٢] میں دو مرتبہ "فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ" وارد ہوا ہے۔

[موطا ح:٣٨٤، ٥٥٧، جامع الترمذي ح:٥٢ وقال: صحيح وصححه الألبانيؒ، سنن النسائي ح:١٤٣، صحيح ابن حبان ح:١٠٣٨، مسند أحمد ح:٨٠٠٨، ٨٠٢١ وصححه الأرنؤط، سنن النسائی الكبرىٰ ح:١٣٩، سنن البيهقي الكبرىٰ ح:٣٩١، معرفة السنن والآثار ح:١٩٧، شعب الإيمان ح:٢٧٣٨، السنن الصغير ح:٣٦٩ میں "فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ" تین بار آیا ہے۔

اکثر کتب حدیث میں ''فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ''، تین مرتبہ تأکید کے ساتھ وارد ہوا ہے۔ اور ایک حدیث میں ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے کو ''الرِّبَاطُ الأکبرُ'' بھی کہا گیا ہے۔ [کما سیأتي]

الرِّبَاطُ کا ترجمہ: گھوڑے تیار کر کے دشمن سے برسر پیکار رہنا ہے۔ علامہ قتیبیؒ: المرابطة دراصل دو مخالف فریقوں کا ایک دوسرے کے مدمقابل مورچوں میں گھوڑے باندھ کر تیار رہنا ہے۔ [کنز العمال ۵۳۲/۸]

﴿۱﴾ ''إسباغ الوضوء''

وضو بذات خود ایک فضیلت والا عمل ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَن توضّأ فأحسنَ الوضوءَ ثم قال: أشهدُ أن لآ إلٰه إلا اللّٰه وحدهٗ لا شريك لهٗ وأشهدُ أنّ محمدًا عبدهٗ ورسولهٗ، فُتِحَتْ لهٗ أبوابُ الجنةِ الثمانيةُ يدخلُ مِن أيّها شآءَ.'' [صحيح مسلم ح:۵۷۶] ''جو کوئی اچھی طرح وضو کرے، پھر کلمہ شہادت پڑھ لے، اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے، جس سے چاہے داخل ہوگا۔''

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَن توضّأ فأحسنَ الوضوءَ خرجَتْ خطاياهُ مِن جَسَدِهٖ حتّٰى تخرُجَ مِن تحتِ أظفارِهٖ'' [صحيح مسلم ح:۶۰۱، مسند أحمد ح:۴۷۶]

حضرت عبداللہ الصنابحی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَن توضّأ فمضمضَ واستنشقَ خرجتْ خطاياهُ مِن فيهِ وأنفهِ، فإذا غسلَ وجهَهٗ خرجَتْ خطاياهُ مِن وجههٖ حتّٰى تخرج مِن أشفارِ عينَيهِ، فإذا غسلَ يدَيه خرجتْ خطاياهُ مِن يَديه فإذا مسحَ برأسِهٖ خرجَت مِن رأسِهٖ حتّٰى تخرج مِن أذنَيه، فإذا غسلَ رِجلَيهِ خرجت خطاياهُ مِن رِجليه حتّٰى تخرج مِن تحتِ أظفارِ رِجليهِ، وكانتْ صلاتُه ومَشيُه إلى المسجدِ نافلةً.'' [سنن ابن ماجه ح:۲۸۳ وصححه الألباني] ''جو وضو کرتے ہوئے کلی کرتا اور ناک میں پانی چڑھا کر جھاڑتا ہے اس کے منہ اور ناک سے گناہ نکل جاتے ہیں، جب چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کی آنکھوں کی پلکوں سے گناہ نکل جاتے ہیں، جب دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے گناہ نکل جاتے ہیں، جب سر پر مسح کرتا ہے تو اس کے سر سے نکلتے ہیں حتیٰ کہ اس کے کانوں کے راستے گناہ نکل جاتے ہیں، جب دونوں پاؤں دھوتا ہے تو اس کے قدموں سے حتی کہ اس کے پیروں کے ناخنوں کے نیچے سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ اب اس کی نماز اور مسجد کی طرف چلنا اس کے لیے زائد رہ جاتا ہے۔'' یعنی وضو کے ذریعے اعضائے وضو صغیرہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے، اور مسجد کی طرف چلنے اور نماز پڑھنے کا ثواب اس کے لیے محفوظ ہو جاتا ہے۔

۲.۲ "كثرةُ الخطا إلى المساجدِ"

''مسجدوں کی طرف زیادہ قدم اٹھانا۔'' اللہ رب العزت نے مساجد کی آبادکاری اہل ایمان کا شرف قرار دیا ہے۔ارشادِ الٰہی ہے:﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰى اُولٰئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝﴾ [التوبة ١٨] 'اللہ پاک کی مسجدوں کو آباد کرنا صرف اس شخص کا کام ہے جو اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا ہو، پس ایسے ہی لوگوں کو ہدایت یافتہ ہونے کی امید رکھنا چاہیے۔'' اس آیت کا شانِ نزول اور سیاق مسجد الحرام سے متعلق ہے؛ لیکن لفظِ جمع (المساجد) کے علاوہ احادیث شریفہ سے بھی تمام مساجد کی آبادکاری میں یہی فضیلت ثابت ہے۔حضرت ابوہریرہ ﷜ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:''أحبُّ البلادِ إلى اللّٰهِ مساجدُها وأبغضُ البلادِ إلى اللّٰهِ أسواقُها''[صحيح مسلم ح:١٥٦٠] ''زمین کے خطوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ترین مقامات مساجد ہیں اور تمام علاقوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں ناگوارترین مقامات بازار ہیں۔''

۳.۲ "وانتظار الصلاة بعد الصلاة"

حضرت ابوہریرہ ﷜ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:"صلاةُ الجميعِ تزيدُ علىٰ صلاتِه في بيتِه وصلاتِه في سوقِه خمسًا وعشرينَ درجةً، فإنَّ أحدَكم إذا توضأ فأحسنَ وأتى المسجدَ لا يريدُ إلا الصلاةَ لم يَخطُ خطوةً إلا رفعَه اللهُ بها درجةً وحطَّ عنه بها خطيئةً حتّى يدخلَ المسجدَ، وإذا دخلَ المسجدَ كانَ في صلاةٍ ما كانتِ الصلاةُ تحبسُه، وتُصلِّي عليه الملائكةُ مَا دامَ في مجلسِه الذي يصلّي فيه: اللّٰهُمَّ اغفِرْ لَهُ اللّٰهم ارحمْه، ما لم يُحدِثْ فيه."[البخاری ح:٤٦٥، ٦٢٠، ٢٠١٣، مسلم ح:١٥٣٨] ''نماز باجماعت' آدمی کے گھر اور بازار میں پڑھی جانے والی نماز سے پچیس گنا زیادہ اجر رکھتی ہے۔بیشک تم میں سے کوئی جب اچھی طرح وضو کر کے مسجد کی طرف صرف نماز کی نیت سے جاتا ہے تو جو بھی قدم اٹھاتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور ایک خطا معاف فرما دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جائے۔اور جب مسجد میں پہنچ جائے تو وہ (اجر کے لحاظ سے) نماز میں ہی مشغول شمار ہوگا جب تک نماز کا انتظار کرتا رہے۔اور فرشتے اس کے لیے دعائے خیر کرتے رہتے ہیں: اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، اے اللہ! اس پر رحمت فرما۔جب تک وہ اس میں بے وضو نہ ہو۔''

صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے:''......اللّٰهمَّ تُبْ عليهِ، ما لمْ يُؤذِ فيهِ أو يُحدِثْ فيهِ''

''......اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما! جب تک وہ اس میں کسی کو تکلیف نہ دے یا اس کا وضو نہ ٹوٹے۔''

''**دوسری نماز کا انتظار**'' اس سے مراد اگلی ''**فرض نماز**'' ہونا تو ظاہر ہے۔یعنی ظہر سے عصر تک،عصر سے مغرب تک یا مغرب سے عشاء تک۔(البتہ فجر سے ظہر تک یا عشاء سے فجر تک مسجد میں بیٹھے رہنا اعتکاف کے علاوہ مسنون نہیں ہے۔واللہ اعلم)لیکن درج ذیل حدیث سے اگلے وقت کی ''نفل نماز'' مراد ہونا بھی محسوس ہوتا ہے: حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''**مَن صلّى الغداةَ في جماعةٍ ثم قعدَ يذكرُ اللّهَ حتّى تطلعَ الشمسُ ثم صلّى ركعتينِ كانتْ لهُ كأجرِ حجةٍ وعمرةٍ -قال قال رسولُ اللّهِ ﷺ- تامّةٍ تامّةٍ تامّةٍ.**''[جامع الترمذي ح:٥٨٦ وقال حديث حسن غريب، وحسنه الألباني] ''جو کوئی نمازِ فجر با جماعت پڑھنے کے بعد اللہ پاک کا ذکر کرتے ہوئے سورج طلوع ہونے تک بیٹھا رہے، پھر دو رکعت نماز پڑھ لے،تو اس کو حج اور عمرہ کی طرح اجر وثواب حاصل ہوگا-راوی نے اگلے لفظ پر زور دیتے ہوئے تاکیداً کہا کہ-''**رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پورا، پورا، پورا**''

حضرت سہل بن سعد الساعدی ؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:''**منتظِرُ الصلاةِ مِن بعدِ الصلاةِ كفارسٍ اشتدَّ بهِ فرسُه في سبيلِ اللّهِ على كشحهِ، تصلي عليه ملائكةُ اللّهِ ما لمْ يُحدِث أو يَقُمْ وهو في الرباطِ الأكبرِ.**'' ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنے والا اس شہسوار کی طرح ہے' جسے لے کر اس کا گھوڑا دم دبا کر دوڑ رہا ہو۔اللہ کے فرشتے اس بندے کا وضو ٹوٹنے یا چلے جانے تک اس کے لیے رحمت کی دعا میں مگن رہتے ہیں۔اور وہ **سب سے بڑے مورچے پر پہرہ دے رہا ہوتا ہے**۔''[الثمر المستطاب في فقه السنة والكتاب للألباني ح:٦٣٣ وقال: صحيح]

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ بہترین وضو، نماز با جماعت کی پابندی اور مسجد میں زیادہ تر رہنا اللہ پاک کے ہاں اتنا محبوب عمل ہے جو فضیلت میں ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے مشابہ ہے۔علامہ البانیؒ نے لکھا ہے کہ فرصت والے اور کسب معاش کی فکر سے فارغ البال شخص کے لیے مسجد میں بیٹھے رہنا بہت افضل عمل ہے۔[الثمر المستطاب مسئلة:١٢]

ان اعمال کی بدولت اللہ کے مخلص بندے کو صغیرہ گناہ دھل جانے کے علاوہ درجات کی بلندی بھی حاصل ہوگی۔

پھر رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک پر ان اعمال صالحہ کے تاکیداً ''الرباط'' قرار پانے سے بالکل واضح ہے کہ ''جہاد فی سبیل اللہ'' کا نتیجہ بھی اسی طرح خوشگوار ہوتا ہے؛ کیوں نہ ہو کہ مجاہد دنیاوی لذتوں کو رضائے الٰہی کی خاطر تج

کر، اہل وعیال اورخویش اقارب کے دنیاوی مفادات کو اور حسین مستقبل کے خوابوں کو محض اِعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر خیر باد کہ کر دین اسلام کے دشمنوں کی طرف سے یقینی یا متوقع خطرات کا سامنا کرنے کی خاطر مکمل تیاری کے ساتھ مورچے میں پہرہ دیتا اور میدانِ کارزار گرم کرنے کے لیے امیر کے حکم کا منتظر اور نصرتِ دین کے جذبہ صادق سے سرشار ہوکر ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔

امام ابن رجبؒ کا بیان ہے کہ شہادت پانے سے گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی بھی مختلف اعمالِ قلب وبدن کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ نتیجہ صغیرہ گناہوں میں تو بلا شک وشبہ حاصل ہوتا ہے، اور گناہ کبیرہ کے مرتکب کے لیے بھی اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جانے سے کبھی معافی اور اجر وثواب دونوں حاصل ہو سکتے ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ "پکا مؤمن زبردست مجاہد پہلے درجے میں، پکا مؤمن بزدل مجاہد دوسرے درجے میں، نیکی بدی دونوں کرنے والا کامیاب مجاہد تیسرے درجے میں اور کبیرہ گناہوں کا مرتکب مجاہد زبردست کامیاب جہاد کر کے شہادت پانے کے باوجود چوتھے درجے میں ہوتا ہے۔[جامع الترمذي ح:١٦٤٤ وقال حسن غريب، مسند أحمد ح:١٤٦، ١٥٠]

"اعمال صالحہ" سے گناہوں کی بخشش:

امام ابن رجبؒ کہتے ہیں: اعمالِ صالحہ سے گناہوں کی مغفرت کے بارے میں علمائے دین کے کئی اقوال ہیں:

پہلا قول: جمہور اہل سنت کے نزدیک اعمال صالحہ سے صرف صغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ حضرت سلمان فارسیؓ کا کہنا ہے: "وضوء سے چھوٹے چھوٹے زخم (گناہ) معاف ہو جاتے ہیں، مسجد کی طرف روانگی سے اس سے کچھ بڑے گناہ اور نماز کی ادائیگی سے اس سے بھی کچھ بڑے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔" عطاء بن ابی رباحؒ نے وضو وغیرہ کے بارے میں یہی کہا ہے۔[رواه محمد بن نصر المروزي]

کبیرہ گناہوں کی معافی کے لیے توبہ ہی ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو توبہ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا﴾ [التحريم٨] اور توبہ نہ کرنے والوں کو "ظالم" قرار دیا ہے: ﴿وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝﴾[الحجرات ١١] اور امت اسلامیہ کا اتفاق ہے کہ توبہ کرنا فرض ہے۔ اور فرائض نیت وارادے کے بغیر ادا نہیں ہوتے۔

اگر کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر وضو، نماز وغیرہ ارکان اسلام سے معاف ہو جاتے تو توبہ کی حاجت ہی نہ رہتی، اور یہ

باجماعِ امت باطل ہے۔ اس صورت میں فرائض کے ادا کرنے والوں کے لیے جہنم لازم کرنے والا کوئی گناہ ہی باقی نہ رہتا؛ اور یہ مرجئہ فرقہ کے نظریے سے ملتا جلتا ہے، جو کہ یقیناً باطل ہے۔

امام ابن عبد البرؒ نے اس پر مسلمانوں کا اجماع نقل کر کے دلیل میں یہ حدیث پیش کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "الصَّلَوَاتُ الخمسُ والجمعةُ إلى الجمعةِ ورمضانُ إلى رمضانَ مكفِّراتٌ لما بينهنّ ما اجْتُنِبَتِ الكبائِرُ" [صحيح مسلم ح:٥٧٤، مسند أحمد ح:٩١٨٦، ٩١٩٧] "پانچوں نمازیں، جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک کے گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں، جب تک کبائر سے اجتناب کیا جائے۔"

دوسرا قول: فرائض کی ادائیگی کرنے والے کے گناہ صرف صغائر ہوں تو مطلقاً معاف ہو جاتے ہیں، لیکن اگر ان میں کبائر بھی شامل ہوں، تو اس کے صغائر توبہ اور ترکِ مداومت (ہیشگی) کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

ابن عطیہؒ نے جمہور اہل سنت کا قول بیان کیا ہے کہ کبائر سے اجتناب کرنا' فرائض کی ادائیگی سے صغائر کے معاف ہونے کی شرط ہے۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ما مِن امرئٍ مسلمٍ تحضُرُه صلاةٌ مكتوبةٌ فيحسنُ وضوءَها وخشوعَها وركوعَها إلا كانت كفارةً لما قبلَها مِن الذنوبِ مَا لَمْ يؤتَ كبيرةٌ وذلكَ الدهرَ كلَّهُ" [صحيح مسلم ح:٥٦٥] "جو بھی مسلمان فرض نماز کے لیے اچھی طرح وضو کرے اور پورے خشوع سے نماز ادا کرے اور رکوع وغیرہ صحیح کرے تو یہ نماز اس سے پہلے کے گناہوں کا کفارہ بنے گی' جب تک کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ اور یہ موقع سارا زمانہ میسر رہتا ہے۔"

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لا يتطهرُ الرجلُ فيحسنُ طهورَه ثم يأتي الجمعةَ فينصتُ حتى يقضيَ الإمامُ صلاتَه إلا كانَ كفارةً لما بينَه وبينَ الجمعةِ المقبلةِ مَا اجتُنِبت الكبائرُ المقتلةُ." [مسند أحمد ح:٢٣٧٦٩ وصححه الأرنؤط، مسند البزار ح:٢٥٢٦] "جو بھی آدمی اچھی طرح پاکیزگی حاصل کرے، پھر جمعہ کے لیے حاضر ہو اور امام کے نماز سے فارغ ہونے تک بالکل خاموش (ہمہ تن گوش) رہے تو یہ عمل اس سے اگلے جمعہ تک کے لیے کفارہ ہوگا، جب تک ہلاکت خیز گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "من قال لا إله إلا اللّٰهُ مخلصًا فُتِحت لهُ أبوابُ السماءِ حتّٰى تُفضِي إلى العرشِ مَا اجْتُنِبَتِ الكبائِرُ" "جو بھی بندہ کلمہ طیبہ پورے خلوص کے ساتھ پڑھ لے، تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ عرش پر پہنچ جائے، جب تک کبیرہ

گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔" [كلمة الإخلاص وتحقيق معناها لابن رجب ح: ٦٠ وحسن الألباني إسناده]

تیسرا قول: امام ابن حزمؒ کہتے ہیں کہ یہ اعمال صالحہ کبیرہ گناہوں کا بھی کفارہ بنتے ہیں۔

امام ابن المنذرؒ نے یہ بات خاص شب قدر کے قیام کی فضیلت میں بیان کی ہے۔

امام ابن عبدالبرؒ نے ان کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے: اگر ان کی مراد یہ ہو کہ جس کسی نے اسلام کے فرائض ادا کیے، لیکن گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا رہا، تو اس کے کبائر معاف ہوتے رہیں گے؛ تو یہ یقیناً باطل قول ہے، جس کا بطلان دین اسلام میں یقینی طور پر معلوم ہے۔

حتی کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: "کیا ہمارے زمانہ جاہلیت کے گناہوں پر بھی مؤاخذہ ہوگا؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "مَن أحسنَ فِي الإسلامِ لم يؤاخذْ بما عَمِلَ في الجاهليةِ، ومَن أساءَ في الإسلامِ أُخذَ بالأوّلِ والآخرِ." [صحيح البخاري ح:٦٥٢٣، مسلم ح:٣٣٤]

"جو کوئی دین اسلام میں آ کر نیکیوں والی زندگی گزارے، اس کے زمانہ جاہلیت کے اعمال کا احتساب نہیں ہوگا۔ اور جو اسلام قبول کرنے کے بعد بھی بری زندگی گزارے، تو اس کے پہلے اور پچھلے سب اعمال کا مؤاخذہ کیا جائے گا۔"

یعنی گناہ کبیرہ کے مجرموں پر زمانہ جاہلیت کے اعمال کا بھی احتساب ہوگا۔ جب کبیرہ گناہ بغیر ترک و توبہ کے "قبولیتِ اسلام" سے معاف نہیں ہوتے، تو وضو، نماز اور روزہ وغیرہ سے کہاں معاف ہوں گے؟!

ہاں اگر اس طرح کہنے والے کی مراد یہ ہو کہ جو شخص توبہ کیے بغیر کبیرہ گناہوں کو بالکل ترک کردے اور فرائض کی باقاعدہ پابندی کرے، تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے، تو یہ بات قابل غور ہو سکتی ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝﴾ [سورة النساء ٣١] "اگر تم (شدت سے) منع کردہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کریں تو ہم تمہاری دیگر برائیوں کو معاف فرما دیں گے اور تمہیں باعزت نعمت خانے میں داخل فرما دیں گے۔" نیز اجتنابِ کبائر کے لیے نیت اور قصد کی شرط نہیں ہے۔

صحیح قول جمہور اہل سنت کا ہے کہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کیے محض نماز روزہ وغیرہ سے معاف نہیں ہوتے۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے اہل ایمان کو توبہ نصوح (پکا سچا توبہ) کرنے کا حکم دیا ہے۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ [التحريم ٨] نیز مذاق کرنے اور برے القاب دینے سے توبہ نہ کرنے والوں کو "ظالم" قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ گناہ عام طور پر صغیرہ ہوتے ہیں۔ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝﴾ [الحجرات ١١]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یقیناً مؤمن اپنے گناہوں کو اتنا سنگین سمجھتا ہے' گویا وہ ایک پہاڑ کے نیچے ہو اور اسے پہاڑ اپنے اوپر گر پڑنے کا خطرہ ہو، اور بیشک فاسق وفاجر شخص اپنے گناہوں کو اتنا معمولی سمجھتا ہے کہ گویا مکھی اس کی ناک پر بیٹھ گئی تو اُس نے اِس طرح اڑا دیا۔'' [صحيح البخاري ح:٥٩٤٩]

اسلاف کرامؒ اپنے اعمال صالحہ پر (خشوع وخضوع کے فقدان کی) تہمت لگاتے اور توبہ کی عدم قبولیت کا خوف کرتے تھے۔

امام ابن رجبؒ کہتے ہیں: شرعی دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ بعض لوگوں کا یہ قول کہ کبیرہ گناہ فقط فرائض کی ادائیگی سے معاف ہوجاتے ہیں' بلاشبہ باطل ہے۔ اور اگر ان کا مقصد یہ ہو کہ ہوسکتا ہے کہ روزِ قیامت بعض کبیرہ گناہوں اور بعض اعمال حسنہ کے مابین وزن کیا جائے، پھر اس کے مقابل کبیرہ معاف ہوجائے اور اس کے بقدر اعمال صالحہ کالعدم شمار کر کے اس کے ثواب سے محروم کیا جائے، تو یہ ممکن ہے۔ کیونکہ یقیناً بعض کبیرہ گناہ' بعض اعمال حسنہ کو برباد کردیتے ہیں۔ جس طرح احسان جتانا اور اذیت پہنچانا صدقے کو باطل کردیتا ہے۔ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى﴾ [البقرة ٢٦٤] ''اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف دے کر باطل نہ ہونے دو۔''

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو تھپڑ رسید کیا، پھر نادم ہو کر اسے آزاد کردیا۔ پھر کہا: ''مجھے اس کی آزادی پر تنکا برابر بھی اجر نہیں ملے گا۔'' [مسلم ح:٤٣٨٨، ٤٣٨٩] حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ کا گناہ کبیرہ نہیں تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفارہ بننے والے نیک اعمال کا اجر یہی ہے کہ وہ گناہ معاف ہوجاتا ہے، یعنی اس عمل کا مزید ثواب نہیں ملتا۔

حضرت عائشہ رضي الله عنها نے کہا کہ سودی لین دین اتنا سنگین گناہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ انجام دیے ہوئے ''جہاد فی سبیل اللہ'' تک اعمال صالحہ کا ستیاناس کردیتا ہے۔ [السنن البيهقي الكبرىٰ ح:١٠٥٨٠، سنن الدارقطني ح:٢١١، مصنف عبدالرزاق ح:١٤٨١٢]

البتہ ''صغیرہ گناہ'' کبھی اعمال حسنہ سے اس طرح معاف ہوجاتے ہیں کہ اعمال کا پورا ثواب بھی برقرار رہتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''أتاني الليلةَ رَبِّي تبارکَ وتعالىٰ في أحسنِ صورةٍ –أحسبُه قال في المنام– قال: يا محمد! هل تدري فيم يختصم الملأ الأعلىٰ؟ قلت: نعم، في الكفاراتِ. والكفاراتُ: المكث في المسجدِ بعدَ الصلاةِ، والمشيُ على الأقدام إلى الجماعاتِ، وإسبَاغُ الوضوءِ في المكارهِ. ومَن فعلَ ذٰلکَ عاشَ بخيرٍ وماتَ بخيرٍ، وكانَ مِن خطيئتِه كيوم ولدتهُ أمُّه.''

[جامع الترمذی ح: ٣٢٣٣ وحسنه، مسند أحمد ح:٣٤٨٤، مسند أبی یعلیٰ ح:٢٦٠٨ عن ابن عباس ﷺ، الترمذی ح:٣٢٣٥، مسند أحمد ح:٢٢١٠٩، المعجم الکبیر للطبراني ح: ٢٩٠، مسند البزار ح:٢٦٦٨ عن معاذ ﷺ، و کذا روي عن ثوبان و أبی رافع، وطارق بن شهاب، وجابر بن سمرة و أبی هریرة وأنس وأبی عبیدة بن الجراح ﷺ وقال الألباني: صحیح لغیره] ''آج رات مجھے اپنے بابرکت اور بلندی والے رب کا دیدار نصیب ہوا'' - راوی کہتا ہے: غالبًا فرمایا ''خواب میں'' - ارشاد فرمایا: ''اے محمد ﷺ! کیا آپ کو پتہ ہے کہ بلند سردار (مقرب فرشتے) کس بحث میں مصروف ہیں؟'' میں نے عرض کیا: ''ہاں، کفارات کے بحث میں۔ اور کفارات یہ ہیں: نماز کے بعد مسجد میں بیٹھنا، اور نماز باجماعت کی طرف پیدل چلنا، اور تکلیف دہ حالتوں میں بھی وضو اچھی طرح کرنا۔ اور جو یہ کام انجام دیتا رہے' اس کی زندگی بھلائی کے ساتھ گزرے گی اور اسے موت بھی بھلائی کے ساتھ آئے گی۔ اور وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہوگا' جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔''

''کفارہ اور اجر وثواب'' ایک تیر میں دو شکار:

امام ابن رجب ؒ کہتے ہیں: اس حدیث شریف میں صغیرہ گناہوں کا ''کفارہ'' بننے کے ساتھ ساتھ ''درجات کی بلندی اور پورا پورا اجر وثواب'' بھی حاصل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان اعمال حسنہ میں دو دو فضیلتیں اکٹھی ہیں؛ ایک سے درجات بلند ہو جاتے ہیں، دوسرے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(١) وضو بذاتِ خود ایک کارِ ثواب ہے، عام حالات میں اس سے اعضائے وضو سے صادر شدہ صغیرہ گناہ ہی معاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن شدت سردی وغیرہ مشکل حالات میں مکمل اور معیاری وضو کرنا ایک تکلیف دہ عمل ہے۔ یہی تکلیف ومشقت گناہوں کا کفارہ بنتی ہے اور وضو کے نتیجے میں درجات کی بلندی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

(٢) نماز باجماعت کے لیے جانا ثواب کا کام ہے، جس میں ہر قدم پر اجر ملتا ہے۔ لیکن ہمیشگی اور پابندی میں بسا اوقات شدید مشقت یا کچھ جسمانی و مالی نقصان بھی پیش آ سکتا ہے۔ یہ مشقت اور نقصان کفارہ بن جاتے ہیں۔

(٣) نفس انسانی کو نماز سے فراغت کے بعد بھی مسجد میں روک لینا ایک مشکل عمل ہے، جس میں کھیل وتفریح، خانگی امور یا کسب معاش وغیرہ سے جزوی طور پر محرومی کا سامنا ہوتا ہے۔ یہ مشقت گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔

''ذکر الٰہی'': رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''مَن قالَ لا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وحدَهُ لا شَرِیْکَ لَهُ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وهوَ علىٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ في یومٍ مائةَ مَرَّةٍ کانت له عدلُ عشرِ رِقابٍ و کتبتْ لَهُ مائةُ

حسنَةٍ ومحيتْ عنهُ مائةُ سيئةٍ وكانتْ له حرزًا من الشيطٰن يومَه ذلک حتىٰ يمسيَ، ولم يأتِ أحدٌ بأفضلَ مما جاء به إلا رجلٌ عملَ أكثر منهُ''[صحيح البخاری ح:۳۱۱۹، ۶۰۴۰، صحيح مسلم ح:۷۰۱۸ عن أبي هريرة ﷺ] ''جوکوئی ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ وحدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الحَمْدُ وهوَ علىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَـدِيْـرٌ'' دن میں ایک سو مرتبہ پڑھے، اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ملتا ہے، اس کے لیے ایک سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں، ایک سو خطا قصور مٹا دیے جاتے ہیں اور اس روز شام تک شیطان سے بچانے والا محافظ اس کے ہمراہ ہوتا ہے۔ اور کسی نے بھی اس کے عمل سے بڑھ کر نیک عمل انجام نہیں دیا، سوائے اس شخص کے جو اس سے زیادہ یہی عمل کر لے۔''

''توبہ'' اہم ترین عمل صالح:

پکا سچا توبہ کرنے والے کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور اس کی نیکیاں ذخیرہ آخرت بن جاتی ہیں۔ اللہ پاک نے شکر نعمت، عمل صالح اور اصلاح اولاد کی توفیق اور قبولیت توبہ کی دعا مانگنے والوں کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا:﴿ أُولٰئِکَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْ اَصْحَابِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝ ﴾ [الأحقاف ۱۶] ''یہی وہ خوش نصیب ہیں جن کے اعمال میں سے بہترین نیکیوں کو ہم شرف قبولیت سے نوازتے ہیں اور انہیں جنتیوں میں شامل کر کے ان سے سرزد ہونے والی برائیوں سے ہم درگزر فرما لیتے ہیں۔ یہی وہ سچا وعدہ ہے جو ان سے کیا جاتا تھا۔''

نیز فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ [الزمر ۳۳-۳۵] ''اور جو سچائی لے کر تشریف لائے اور جس نے اس کی تصدیق کی، یہی پرہیزگار ہیں۔ ان کی خدمت میں ان کے رب کے ہاں ہر وہ چیز مہیا ہے، جس کی وہ خواہش کریں؛ یہی احسان کرنے والوں کا انعام ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان سے سرزد ہونے والی برائیوں کو معاف فرما دے اور جو بہترین اعمال وہ انجام دے رہے تھے، انہیں ان کے پورے پورے انعام سے نوازیں۔'' ﴿اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا﴾ میں کبیرہ بھی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝ ﴾ [الطلاق ۵] ''اور جو تقویٰ اختیار کرے، اللہ اس کی برائیوں کو معاف فرما دے گا اور اس کو اجر عظیم سے سرفراز فرمائے گا۔'' تقویٰ: واجبات

کی ادائیگی ہے اور حرام چیزوں کو ترک کرنا اس کے لیے کفارہ اور اجر وثواب میں اضافہ کا باعث ہے۔

آسمان وزمین وغیرہ کی خلقت پر غور کر کے قدرت الٰہی اور انعامات الٰہیہ پر تدبر وتفکر اور شکر بجا لانے والے مؤمنوں کی دعا اللہ رب العزت اس طرح بیان فرماتے ہیں: ﴿رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝﴾ [آل عمران ۱۹۳] ''اے ہمارے رب! یقیناً ہم نے ایک داعی کو ایمان کی دعوت دیتے ہوئے سنا تو ہم نے ایمان لایا، اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہماری برائیوں کا کفارہ کر دے اور ہمیں نیکوکاروں کی معیت میں رکھ کر موت عطا فرما۔''

اللہ پاک نے ان کو اس پرخلوص دعا کی قبولیت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا: ﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝﴾ [آل عمران ۱۹۵] ''پس ان کے رب نے ان کی دعا کو قبولیت سے نوازا کہ یقیناً میں تم میں سے کسی بھی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، تم دونوں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو، لہٰذا وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور جنہیں اپنے علاقوں سے نکال دیا گیا اور انہیں میری اطاعت کی راہ میں ستایا گیا اور انہوں نے دشمنوں سے جنگ لڑی اور جنہیں شہید کیا گیا، میں ضرور بضرور ان سب کے گناہوں کا کفارہ کر دوں گا اور میں ضرور بضرور انعام کے طور پر انہیں ایسی جنتوں میں داخل فرماؤں گا جن کے نیچے سے قسم قسم کی نہریں رواں دواں ہیں۔ اور اللہ پاک ہی کے ہاں بہترین انعام ہے۔''

﴿فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا﴾ میں ذُنُوْب کو مغفرت سے، اور سَيِّئَات کو کفارہ سے خاص کیا گیا۔ اللہ پاک نے سَیِّئَات کے لیے دنیا میں باقاعدہ جسمانی، مالی یا ذہنی ''کفارہ'' مقرر فرمایا۔ یا تقدیراً چھوٹی بڑی مصیبتیں اور تکلیفیں بطور کفارہ مقرر فرما رکھی ہیں۔ جبکہ ذُنُوب مغفرت کا تقاضا کرتے ہیں۔

اللہ پاک نے بشارت دی ہے کہ اس نے کمال رحمت سے اپنے مقرب فرشتوں کو اہل ایمان میں سے توبہ کرنے والوں کے لیے دعائے مغفرت کی ڈیوٹی پر مقرر فرما رکھی ہے۔ ﴿اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ

تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝﴾ [غافر ۷] "عرش کو اٹھائے ہوئے فرشتے اور جو ان کے اردگرد ہیں سب اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکیزگی کے بیان میں مگن ہوتے ہیں اور وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان قبول کرنے والوں کے لیے مغفرت کی دعا بھی کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! آپ کی رحمت اور آپ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ (اس بے تحاشا رحمت کے واسطے) ان لوگوں کی مغفرت فرما جنہوں نے توبہ کیا پھر آپ کے تعلیم کردہ راستے پر گامزن ہوئے، اور انہیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما!" آیت میں گناہوں سے توبہ کرنے اور آئندہ زندگی اللہ پاک کی اطاعت میں گزارنے والوں کے لیے مغفرت اور عذابِ جہنم سے نجات کی دعا ہے۔

اعمالِ حسنہ میں سے "کفارات" وہ ہیں جن سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں؛ یہی ان کا ثواب ہے۔ اور یہ اعمال عام طور پر ایسے ہیں جو نفسانی خواہشات کے برعکس ہیں اور پرمشقت ہیں۔ جس طرح اللہ پاک نے اجتناب کبائر کو صغائر کی مغفرت کے لیے شرط قرار دیا ہے۔ جبکہ عام اعمال حسنہ میں مغفرت اور ثواب دونوں ہوتے ہیں۔

"مصائب دنیا" بھی گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں۔ بہت سے صحابہ کرام ﷺ اور سلف صالحینؒ نے کہا ہے کہ مصائب دنیا سے جب گناہ معاف ہوتے ہیں، تو اس پر مزید اجر و ثواب نہیں ملتا۔

پس ایک ہی عمل میں "گناہوں کا کفارہ ہونا" اور "حصول ثواب و رفع درجات" دو الگ الگ اوصاف کی بنیاد پر حاصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا ایک ہی عمل کو دونوں اوصاف سے متصف کرنا بھی درست ہوتا ہے۔

"کفارات" میں سے "شہادت فی سبیل اللہ" کا استثناء:

حضرت ابوقتادہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان کھڑے ہو کر بیان فرمایا: "**الجهادُ في سبيلِ اللّٰهِ والإيمانُ باللّٰهِ مِن أفضلِ الأعمالِ**" ایک شخص نے پوچھا: اگر میں اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہید ہو جاؤں تو کیا میرے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "**نعم إن قُتِلْتَ وأنتَ صابرٌ محتسِبٌ مقبِلٌ غيرُ مدبرٍ**" پھر فرمایا: "تو نے کیا کہا تھا؟" اس نے اپنا سوال دہرایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "**نعم، إن قُتِلتَ وأنتَ صابِرٌ محتسِبٌ مقبِلٌ غيرُ مُدبِرٍ إلا الدَّيْنَ، فإن جبرئيل قال لي ذلك**" "ہاں، اگر تو اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے جبکہ تو صبر کر رہا ہو، ثواب سمجھ کر خلوص سے لڑ رہا ہو، دشمن کی طرف بڑھ رہا ہو، بھاگ نہ رہا ہو (تو تیرے سارے گناہ معاف

ہو جائیں گے) سوائے قرض کے۔ بیشک جبرئیل نے مجھ سے یہ کہا ہے۔" [صحيح مسلم ح:٤٩٨٨،٤٩٨٩]

اس حدیث میں "قرض" کو مستثنیٰ کرنے اور "کبائر سے اجتناب" کی شرط عائد نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اور کوئی استثناء نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمہ اصولی قاعدہ ہے: "تأخيرُ البيانِ عَن وقتِ الحاجةِ لا يَجوزُ"

"شہادت فی سبیل اللہ" سے بڑھ کر فضیلت:

زیر درس حدیث میں بیان کردہ اعمال حسنہ کی ایک سال تک پابندی اور ایک رمضان المبارک کے پرخلوص روزوں کی بدولت اللہ ارحم الراحمین، مخلص بندے کو نہ صرف "جہاد فی سبیل اللہ" بلکہ 'شہادت' سے بڑھ کر بھی اجر وثواب اور اعلیٰ درجات عطا فرما سکتے ہیں۔ محض آزمائش نہیں، یقین کے ساتھ عمل کی پابندی شرط ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ کا بیان ہے:

"كانَ رجلانِ مِن بلي حَيٍّ مِن قُضاعةَ أسْلمَا معَ رسولِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتُشْهِدَ أحدُهما وأُخِّرَ الآخرُ سَنةً، قالَ طلحةُ بنُ عبيدِ اللّٰهِ ﷛ فرأيتُ المؤخرَ مِنهما أدخلَ الجنةَ قبلَ الشهيدِ فتعجبتُ لذلكَ فأصبحتُ فذكرتُ ذلكَ للنبيِّ ﷺ فقالَ: "أليسَ قدْ صامَ بعدَهُ رمضانَ وصلَّى ستةَ آلافِ ركعةٍ وَكذا وَكذا ركعةً صلاةَ سَنَةٍ؟!" [مسند البزّار ح:٩٢٩/٨٣٥، مسند أحمد ح: ٨٣٨٠ وحسّنه الأرنؤط، وحسّنه الألبانيُّ في صحيحِ الترغيبِ ح:٣٧٢، الصحيحة ح:٢٥٩١] "بنو قضاعہ کے بلی قبیلے سے تعلق رکھنے والے دو بھائی رسول اللہ ﷺ پر (ایک ساتھ) ایمان لائے۔ پھر ان میں سے ایک شہید ہو گیا، اور دوسرا ایک سال بعد تک زندہ رہا۔ (دوسرے کی وفات کے بعد) حضرت طلحہ بن عبیداللہ ﷛ نے خواب دیکھا کہ بعد میں فوت ہونے والا بھائی' شہید بھائی سے پہلے جنت میں داخل ہو گیا ہے۔ طلحہ ﷛ کہتے ہیں: اس پر مجھے تعجب ہوا اور میں نے یہ خواب اللہ کے رسول ﷺ سے بیان کیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کیا اِس نے اُس کے بعد رمضان شریف کا روزہ نہیں رکھا؟ اور چھ ہزار اور اتنی رکعات ادا نہیں کیں!! پورے ایک سال کی نمازیں؟"